بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

*Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat*

**دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت**

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)

Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-94170-20616, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 30۔ اکتوبر 2015ء بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واقعات اور آپ کے حوالے سے جو آپ نے بعض حکایات بیان کیں ان کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مختلف تقاریر میں بیان کیا ہوا ہے ان کو میں آج بیان کروں گا مختلف جگہوں سے لے کے۔ ہر واقعہ یا حکایت علیحدہ علیحدہ اپنے اندر ایک نصیحت کا پہلو رکھتی ہے۔ اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ افراد جماعت کو اپنے علم میں اضافہ کرنا چاہئے دینی علم رکھنے والے بھی حالات حاضرہ سے بھی واقفیت رکھیں اور تاریخ سے بھی واقفیت رکھیں خاص طور پر مربیان ہیں مبلغین ہیں۔ ان کو چاہئے کہ خاص طور پر توجہ دیں۔ آج کل کی دنیا میں تو یہ معلومات فوری طور پر بڑی آسانی سے مہیا ہو جاتی ہیں بہرحال ایک حکایت حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمائی ہے جو علمی استعداد بڑھانے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص تھا جو بڑا بزرگ کہلاتا تھا کسی بادشاہ کا وزیر اتفاقاً اس کا معتقد ہو گیا یہاں تک کہ اس نے بادشاہ کو بھی تحریک کی اور کہا کہ آپ ان کی ضرور زیارت کریں۔ آپ (حضرت مصلح موعودؓ) لکھتے ہیں کہ معلوم نہیں وہ بزرگ تھا یا نہیں مگر جو آگے واقعات ہیں ان سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ بیوقوف ضرور تھا۔ جب بادشاہ اس سے ملنے کے لئے آیا تو وہ بزرگ کہنے لگا۔ بادشاہ سلامت آپ کو انصاف کرنا چاہئے۔ دیکھئے مسلمانوں میں سے جو سکندر نامی بادشاہ گزرا ہے وہ کیسا عادل اور منصف تھا اور اس کا آج تک کتنا شہرہ ہے۔ حالانکہ سکندر رسول کریم ﷺ کے زمانے سے سینکڑوں سال پہلے بلکہ حضرت عیسیٰؑ سے بھی پہلے ہو چکا تھا مگر اس نے سکندر کو رسول کریم ﷺ سے بعد کا بادشاہ قرار دے کر اسے مسلمان بادشاہ قرار دے دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ پہ اثر تو کیا ڈالنا تھا اس نے۔ بادشاہ اس سے سخت بدظن ہو گیا اور فوراً اٹھ کر چلا آیا۔ تو حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ تاریخ دانی بزرگی کے لئے شرط نہیں ہے مگر یہ مصیبت تو اس خود ساختہ بزرگ خود اپنے اوپر سہیڑی۔ جب انسان سچائی سے ہٹ کر نام نہاد بزرگی اور علم کا چولہ پہنے یا اس کو پہننے کی کوشش کرتا ہے تو پھر اسی طرح ذلیل ہوتا ہے یہی انجام ہوتا ہے۔

حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ لوگوں کو بڑی جلدی ہوتی ہے بددعا کرنے کی کسی کو۔ ہمارا یہی اصول ہونا چاہئے کہ ہم کسی کے لئے بددعا نہ کریں بلکہ ہمیں اپنے مخالفین کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ آخر انہوں نے ہی ایمان لانا ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں چوبارے میں رہتا تھا حضرت مسیح موعودؑ مکان کے نچلے حصے میں تھے کہ ایک رات نچلے حصے سے مجھے اس طرح رونے کی آواز آئی جیسے کوئی عورت دردِزہ کی وجہ سے چلاتی ہو۔ مجھے تعجب ہوا اور میں نے کان لگا کر آواز کو سنا تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ دعا کر رہے ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ اے خدا! طاعون پڑی ہوئی ہے اور لوگ اس کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ اے خدا اگر یہ سب لوگ مر گئے تو تجھ پر ایمان کون لائے گا۔ اب دیکھو طاعون وہ نشان تھا جس کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی طاعون کے نشان کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں سے بھی پتا چلتا ہے لیکن جب طاعون آتی ہے تو وہی شخص جس کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے طاعون آتی ہے خدا تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے اللہ اگر یہ لوگ مر گئے تو تجھ پر ایمان کون لائے گا۔ پس مؤمن کو عام لوگوں کے لئے بددعا نہیں کرنی چاہئے۔

فرماتے ہیں پس جن لوگوں کو اعلیٰ مقام تک پہنچانے کے لئے ہمیں کھڑا کیا گیا ہے ان کے لئے ہم بددعا کیسے کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار     کاخر کنند دعویٔ حبّ پیمبری

کہ اے میرے دل تو ان لوگوں کے خیالات جذبات اور احساسات کا خیال رکھا کر تا ان کے دل میلے نہ ہوں۔ یہ نہ ہو کہ تنگ آ کر تو بددعا کرنے لگ جائے

یعنی اپنے آپ کو کہہ رہے ہیں آخر ان کو تیرے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور اسی محبت کی وجہ سے یہ تمہیں گالیاں دیتے ہیں۔ پس عوام الناس تو لاعلم ہے ان کو جو مولوی پڑھاتے ہیں وہ آگے اس کا اظہار کر دیتے ہیں۔ پس ہماری دعا یہ ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ امت کو علماء سوء اور غلط لیڈروں سے بچائے اور عوام الناس کو حق پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ پھر اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ حقیقی مسلمان کے لئے یہ مقدر ہے کہ مصائب اور مشکلات اور خطرات پیدا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہتری کے سامان پیدا فرماتا ہے یا آپ فرماتے ہیں۔ حضرت مولانا روم کا شعر ہے کہ

ہر بلا کیں ایں قوم را اُو داده است    زیر آں یک گنج ہا بنہاده است

کہ اس خدا نے قوم پر جو بھی مشکل ڈالی اس کے نیچے اس نے ایک بہت بڑا خزانہ رکھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کو ہمیشہ حضرت مسیح موعودؑ بھی پڑھ کر فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی قوم یا جماعت واقع میں مسلمان بن جائے تو اس کے تمام مصائب اور تمام خطرات جن میں وہ گرفتار ہو اس کے لئے موجب نجات و ترقی ہو جاتے ہیں اور یہ بہت بڑا معیار ہے سچائی کو ماپنے کا کہ مشکلات کے بعد سکھ آتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ ہر ابتلاء ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کے سامان لے کر آتا ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ بدخیالات کا اثر بغیر ظاہری اسباب کے صرف صحبت سے بھی ہو جاتا ہے کوئی کسی کو کسی برائی میں پڑنے کی ترغیب دے یا نہ دے اگر کسی برے کی صحبت میں انسان وقت گزار رہا ہو تو وہ برائی لاشعوری طور پر اس میں پیدا ہو جاتی ہے برے انسان کا اثر لاشعوری طور پر اس پر ہو رہا ہوتا ہے۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک سکھ طالبعلم نے جو گورنمنٹ کالج میں پڑھتا تھا اور حضرت مسیح موعودؑ سے اخلاص کا تعلق رکھتا تھا حضرت صاحب کو کہلا بھیجا کہ پہلے مجھے خدا پر یقین تھا مگر اب میرے دل میں اس کے متعلق شکوک پڑنے لگ گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اسے کہلا بھیجا کہ تم کالج میں بیٹھتے ہو جس سیٹ پر اس جگہ کو بدل لو۔ چنانچہ اس نے جگہ بدل لی اور پھر بتایا کہ اب خدا تعالیٰ کے بارے میں کوئی شک پیدا نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ اس پر ایک شخص کا اثر پڑ رہا تھا جو اس کے پاس بیٹھتا تھا اور وہ دہریہ تھا جب جگہ بدلی تو اس کا اثر پڑنا بند ہو گیا اور شکوک بھی نہ رہے۔ اسی طرح ٹی وی پروگرام ہیں اس بارے میں بڑوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وہ بچوں کو تو پروگرام دیکھنے سے روکتے ہیں وہ اگر بچوں کو ایسے پروگرام نہ بھی دیکھنے دیں جو بچوں کے اخلاق پر برا اثر ڈالتے ہیں۔ پس والدین کا بھی فرض ہے یہ کہ اپنے گھر کے ماحول کو پاک صاف رکھیں کیونکہ لاشعوری طور پر ان چیزوں کا بھی بچوں پر اثر پڑتا ہے اور تربیت پر اثر پڑتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ ایک جگہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ بعض لوگوں کو کہہ دیا کرتے تھے کہ دعا کے لئے تعلق کی ضرورت ہوتی ہے تم ایک نذر مقرر کرو میں دعا کروں گا۔ یہ طریق اس لئے اختیار کرتے تھے کہ تعلق بڑھے۔ اس کے لئے حضرت صاحب نے بارہا ایک حکایت سنائی ہے کہ ایک بزرگ سے کوئی شخص دعا کرانے گیا اس کے مکان کا قبالہ گم ہو گیا تھا۔ اس نے کہا میں دعا کروں گا پہلے میرے لئے حلوہ لاؤ۔ اور جب حلوہ اس نے لیا اور حلوائی اس کو ایک کاغذ میں ڈال کر دینے لگا جو کاغذ پڑا ہوا تھا حلوائی کے پاس تو اس نے شور مچا دیا کہ اس کو نہ پھاڑنا یہی تو میرے مکان کے کاغذات ہیں۔ اسی کے لئے تو میں دعا کروانا چاہتا تھا۔ تو بہت سے ایسے واقعات حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے ملتے ہیں۔ نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی تلقین کرتے ہوئے ایک دفعہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ دو صحابیوں کے بارے میں سناتے تھے۔

ایک صحابی بازار میں گھوڑا بیچنے کے لئے لایا دوسرے نے اس سے قیمت دریافت کی اس نے کچھ بتائی لیکن خریدنے والے نے کہا نہیں اس کی قیمت یہ ہے اور جو اس نے بتائی وہ بیچنے والے کی بتائی ہوئی قیمت سے زیادہ تھی تو آپ فرماتے ہیں کہ یہ معیار دیانت کا ایمانداری کا یہ تو ایک معمولی واقعہ ہے۔ تو جہاں یہ بات ہماری اپنی تربیت کے لئے اپنے ثواب پہنچانے کے لئے فائدہ مند ہو گی ہماری نسلوں کی تربیت کرنے والی بھی ہو گی اور اس کے ساتھ ہی جماعت کی ترقی کا بھی باعث بنے گی۔ پس یہ معیار ہیں جو ایمانداری کے ہمیں قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر ایک اور اہم بات ہے جس کی طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہئے۔ یہ ہے کہ ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ تمام خوبیوں کی مالک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسی طرح کسی کو ہدایت دینا بھی اللہ تعالیٰ کا کام ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد ایک کام کیا ہے کہ ہدایت کی اشاعت کرو پیغام پہنچاؤ لیکن ہدایت دینا یہ خدا تعالیٰ

کا کام ہے ہمیں جس حد تک ممکن ہو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس کام کو کرنا چاہئے اور نتائج پھر اللہ تعالیٰ خود عطا فرماتا ہے۔ یہ کبھی خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اگر فلاں شخص ہدایت پا جائے اور احمدی ہو جائے تو جماعت ترقی کرے گی۔ پس ہماری توجہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کی طرف ہونی چاہئے۔ ہمارا انحصار اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہئے اور جو کام ہم نے کرنا ہے کرنا چاہئے اس کو نہ کہ لوگوں کی طرف ہم نظر رکھیں۔ اس لئے یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگ جماعت کو عطا فرمائے جو اخلاص و وفا میں بڑھنے والے ہوں اور دینی ترقی میں آگے قدم بڑھانے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ کو انسانیت کو گمراہی سے بچانے کے لئے کتنا درد تھا اس کی ایک مثال دیتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں ایک اَن پڑھ اور ادنیٰ عورت آئی۔ اور کہنے لگی کہ حضور میرا بیٹا عیسائی ہو گیا۔ آپ دعا کریں کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ آپ نے فرمایا تم اسے میرے پاس بھیجا کرو کہ وہ خدا تعالیٰ کی باتیں سنا کرے وہ بیمار تھا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے پاس علاج کے لئے آیا ہوا تھا اس لڑکے کو سل یعنی ٹی بی کی بیماری تھی چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ جب وہ آپ کے پاس آتا تو اسے نصیحت کرتے رہے اور اسلام کی باتیں سمجھاتے رہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس عورت کی التجا قبول کر لی اور وہ لڑکا مسلمان ہو گیا اور اسلام لانے کے چند دن بعد بیچارہ فوت بھی ہو گیا۔ اس عورت کو بھی یہ پتا تھا کہ اگر دین میں واپس لانے کے لئے کوئی آخری حیلہ ہو سکتا ہے انسانی وسیلہ تو وہ حضرت مسیح موعودؑ ہی ہیں کیونکہ انہی میں حقیقی درد ہے اسلام کا اور وہی حقیقی درد کے ساتھ دوسرے کو پیغام بھی پہنچا سکتے ہیں تبلیغ بھی کر سکتے ہیں قائل بھی کر سکتے ہیں۔ ایک جگہ حضرت مسیح موعودؑ کی اصلاح کے طریق کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔ حضرت صاحب کی اصلاح کا طرز بڑا لطیف اور عجیب تھا۔ ایک شخص آیا آپ کے پاس اس کے پاس وسائل کی کمی تھی وہ باتوں باتوں میں یہ بیان کرنے لگا کہ اس کمی کی وجہ سے کہ ریلوے ٹکٹ میں اس رعایت کے ساتھ آیا ہوں اور وہ طریقہ کچھ غلط طریقہ تھا شاید۔ آپ نے ایک روپیہ اس کو دے دیا اور مسکراتے ہوئے فرمایا اس زمانے میں روپے کی بڑی ویلیو تھی کہ امید ہے جاتے ہوئے تم ایسا کرنے کی تمہیں ضرورت نہیں پڑے گی۔ اس کو یہ سمجھا بھی دیا کہ جو جائز چیز ہے اس کو ہمیشہ کرنا چاہئے۔ پھر افراد جماعت کو ہنر سیکھنے اور محنت کرنے کی طرف حضرت مصلح موعود نے بہت توجہ دلائی ہے۔ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے کا ایک لڑکا تھا جس کا نام فجا تھا ایک دفعہ بعض مہمان آئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان کے لئے چائے تیار کروائی اور فجے کو کہا۔ یہ جو صاحب تھے کہ ان مہمانوں کو چائے پلائیں اور ایک اور ملازم پرانا حضرت مسیح موعودؑ کے تھے چراغ ان کو بھی آپ نے ساتھ کر دیا اور جب دونوں یہ چائے لے کر گئے وہ تو چراغ تو پرانا ملازم تھا اس نے پہلے چائے کی پیالی حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی بزرگی اور حفظ مراتب کا خیال تھا اس لئے ان کے سامنے رکھی لیکن فجے صاحب نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ حضرت صاحب نے صرف پانچ کے نام لئے تھے ان کا نام نہیں لیا تھا گویا وہ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں اس قدر تھا عقل کا معیار ان کا کہ اتنی بات بھی نہیں سمجھ سکتے تھے لیکن وہ جلد جب معمار کے ساتھ لگایا گیا تو معمار بن گئے۔ پس اس طرف توجہ دلاتے ہیں حضرت مصلح موعود کہ اگر ذرا بھی توجہ لوگ کریں جو نکمے بیٹھے رہتے ہیں بعض دوسرے ممالک میں غریب ملکوں میں بھی اور یہاں بھی آ کر بعض لوگ بیٹھے رہتے ہیں تو کوئی نہ کوئی ہنر اور کام سیکھ سکتے ہیں اور روپیہ کما سکتے ہیں بلکہ رفاہ عامہ کے کاموں میں خدمت خلق کے کاموں میں بھی حصہ لے سکتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی غیرت کا ذکر کرتے ہوئے ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہتے ہیں کہ یہاں ایک شخص تھے بعد میں وہ بہت مخلص احمدی ہو گئے اور حضرت صاحب سے ان کا بڑا تعلق تھا مگر احمدی ہونے سے قبل حضرت صاحب ان سے بیس سال تک ناراض رہے وجہ یہ کہ حضرت صاحب کو ان کی ایک بات سے سخت انقباض ہو گیا اور وہ اس طرح کہ ان کا ایک لڑکا مر گیا فوت ہو گیا۔ حضرت صاحب اپنے بھائی کے ساتھ ان کے ہاں تعزیت کے لئے گئے۔ تو انہوں نے حضرت صاحب کے بڑے بھائی سے بغلگیر ہو کر روتے ہوئے کہا کہ خدا نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے نعوذ باللہ۔ یہ سن کر حضرت صاحب کو ایسی نفرت ہو گئی کہ ان کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ بعد میں خدا تعالیٰ نے اس شخص کو توفیق دی اور وہ ان جہالتوں سے نکل آئے اور احمدیت قبول کر لی۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ہستی باری تعالیٰ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کے ساتھ ایک دھریہ پڑھا کرتا تھا۔ ایک دفعہ زلزلہ جو آیا تو اس کے منہ سے بے اختیار رام رام نکل گیا۔ پہلے ہندو تھا دھریہ ہو گیا تو میر صاحب نے جب اس سے پوچھا کہ تم تو خدا کے منکر ہو پھر تم نے رام رام کیوں کہا۔ کہنے لگا غلطی ہو گئی یونہی منہ سے نکل گیا۔ پس خدا تعالیٰ کی ہستی کی یہ بہت

زبردست دلیل ہے کہ ہر قوم میں یہ خیال پایا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت پر آپ علیہ السلام کی دلی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اس حالت اور اس کیفیت کا اندازہ اس نوٹ سے لگایا جاسکتا ہے جو آپ نے اپنی ایک پرائیویٹ نوٹ بک میں لکھا۔ اس تحریر میں حضرت مسیح موعودؑ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں اے خدا میں تجھے کس طرح چھوڑ دوں جبکہ تمام دوست وغم خوار مجھے کوئی مدد نہیں دے سکتے اس وقت تو مجھے تسلی دیتا اور میری مدد کرتا ہے۔ مفہوم ہے اس کا یہ۔ ہر احمدی کے اخلاق کا معیار انتہائی اعلیٰ ہونا چاہئے اس کی بارہا حضرت مسیح موعودؑ نے تلقین فرمائی ہے اس بارے میں آپ کا اپنا نمونہ کیا تھا اور مخالفین سے بھی آپ کس طرح حسن سلوک فرمایا کرتے تھے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ایک دوست نے سنایا کہ ایک دفعہ ہندوؤں میں سے ایک شخص شدید مخالف کی بیوی سخت بیمار ہوگئی۔ طبیب نے اس کے لئے جو دوائیں تجویز کیں ان میں مشک بھی پڑتا تھا جب کہیں اور سے اسے کستوری نہ ملی تو وہ شرمندہ اور نادم سا حضرت مسیح موعودؑ کے پاس آیا اور آ کر عرض کیا کہ اگر آپ کے پاس مشک ہو تو عنایت فرمائیں۔ غالباً اسے ایک یا دو رتی مشک کی ضرورت تھی مگر اس کا اپنا بیان ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ مشک کی شیشی بھر کر لے آئے اور فرمایا آپ کی بیوی کو بہت تکلیف ہے یہ سب لے جائیں۔

اشتعال انگیزی سے بچنے کے لئے کیا تعلیم ہے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ طاعون طعن سے نکلا ہے اور طعن کا معنی نیزہ مارنا ہیں پس وہی خدا جس نے حضرت مسیح موعودؑ کے وقت آپ کے دشمنوں کے متعلق قہری جلوہ دکھایا وہی اب بھی موجود ہے اور اب بھی ضرور اپنی طاقتوں کا جلوہ دکھائے گا اور ہرگز خاموش نہ رہے گا۔ ہم خاموش رہیں گے اور جماعت کو نصیحت کریں گے کہ اپنے نفسوں کو قابو میں رکھیں اور دنیا کو دکھادیں کہ ایک ایسی جماعت بھی دنیا میں ہوسکتی ہے جو تمام قسم کی اشتعال انگیزیوں کو دیکھ اور سن کر امن پسند رہتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ دعا میں رقت پیدا نہیں ہوتی تو وہ مصنوعی طور پر رونے کی کوشش کرے جس کے نتیجہ میں حقیقی رقت پیدا ہوجائے گی آپ مزید فرماتے ہیں کہ ہماری بعض معاملات میں ناکامیاں اور دشمنوں میں اس طرح گھرے رہنا صرف اس لئے ہے کہ ہمارا ایک حصہ ایسا ہے جو دعا میں سستی کرتا ہے (حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج بھی یہ حقیقت ہے) اور بہت ایسے ہیں جو دعا کرنا بھی نہیں جانتے۔ فرمایا دعا موت قبول کرنے کا نام ہے پس دعا کا یہ مطلب ہے کہ انسان اپنے اوپر ایک موت طاری کرتا ہے کیونکہ جو شخص جانتا ہے کہ میں یہ کام کرسکتا ہوں وہ کب مدد کے لئے کسی کو آواز دیتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ سے بھی وہی شخص مانگ سکتا ہے جو اپنے آپ کو اس کے سامنے مرا ہوا سمجھے اور اس کے آگے اپنے آپ کو بالکل بے دست و پا ظاہر کرے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان میرے رستے میں جب تک مر نہ جائے اس وقت تک دعا دعا نہ ہوگی۔ دعا اسی کی دعا کہلانے کی مستحق ہو گی جو اپنے اوپر ایک موت طاری کرتا ہے اور اپنے آپ کو بالکل ہیچ سمجھتا ہے۔ جو انسان یہ حالت پیدا کرے وہی خدا کے حضور کامیاب اور اسی کی دعائیں قابل قبول ہوسکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اندر اخلاق کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں اور عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہوں اور خدا تعالیٰ ہمیں مقبول دعاؤں کی بھی توفیق دے اور اس کا حق ادا کرنے والا بنائے۔

☆☆☆

| Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 30th October 2015 |
|---|
| **BOOK POST (PRINTED MATTER)**<br>To ..........................................................................<br>.......................................................................... |
| From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar, Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB |